KANZ-UL-MADARIS BOARD
R&D DEPARTMENT

حِجاب کے متعلق قرآنی وحدیثی تعلیمات

Quranic and Hadith Teachings on Hijab

مزمل نصر اللہ*

محمد اعجاز مدنی**

محمد نعمان مدنی***

Abstract:

The concept of Hijab is one of the fundamental commandments of Islam, which not only guarantees an individual's chastity and modesty but also plays a vital role in maintaining social purity and ethical balance. Literally, the word 'Hijab' means a veil, screen or barrier. While terminologically: it refers to the Islamic injunction that keeps the relationship between men and women moderate and fosters purity in gazes, emotions and behaviors. Hijab is not merely a requirement of clothing for a woman, but a complete way of life that provides protection to her personality, dignity and honor.

keywords: Hijab, Fundamental, Individual, Barrier, Emotions, Behaviors.

تمہید:

اسلامی معاشرت میں حجاب کی اہمیت اس پہلو سے بھی ہے کہ یہ معاشرے میں فحاشی، بے حیائی اور اخلاقی بگاڑ کے دروازے بند کرتا ہے۔ قرآن کریم نے مردوں کو نگاہیں نیچی رکھنے اور عورتوں کو پردہ اختیار کرنے کا حکم دے کر معاشرتی طہارت کا ایک ایسا اصولی نظام دیا ہے جو زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی سیرت اور ازواجِ مطہرات و صحابیات رضی اللہ عنہن کی عملی زندگی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حجاب کو ہمیشہ اسلامی معاشرت کا لازمی حصہ سمجھا گیا۔

حجاب عورت کے لیے ڈھال اور تحفظ کا کردار ادا کرتا ہے جو نہ صرف اس کی عفت کو محفوظ بناتا ہے بلکہ اسے ایک باوقار اور مہذب معاشرتی کردار ادا کرنے کے قابل بناتا ہے۔

حجاب کا مفہوم: لغوی، اصطلاحی اور صوفیانہ ابحاث:

لفظِ حجاب لغت میں پردہ کے معنی میں آتا ہے۔ علامہ شریف جرجانی علی بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مطلوب تک رسائی میں جو چیز بھی مانع بنے گی، لغت کے اعتبار سے اسے حجاب ہی کہا جائے گا۔

---

* مقالہ نگار: جامعۃ المدینہ جہلم۔

** سپروائزر: جامعۃ المدینہ جہلم۔

*** سینئر ریسرچر: ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ، کنز المدارس بورڈ۔

علامہ شریف جرجانی علی بن محمد رحمۃُ اللہِ علیہ کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں:

كُلُّ مَا يَسْتُرُ مَطْلُوبَكَ۔[1]

ترجمہ: "ہر وہ چیز جو آپ سے آپ کا مقصود چھپا دے۔"

مثلاً: اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

﴿حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾﴾[2]

ترجمہ: "یہاں تک کہ نگاہ سے پردے میں چھپ گئے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ پاک نے سورج غروب ہونے کو پردے میں چھپنے سے تعبیر کیا۔

شریعت کی اصطلاح میں حجاب وہ پردہ ہے جو حیا اور عفت کی حفاظت کے لیے اختیار کیا جاتا ہے تاکہ نامحرم کی نظروں سے بچا جا سکے۔

یہی اصل معنی عورتوں کے پردے میں بھی موجود ہے کہ عورت ایسی حالت میں ہو کہ نامحرم مرد کی نظر اس پر نہ پڑے، نہ ہی اس کے حسن و جمال کا اظہار ہو اور نہ ہی اس کی موجودگی مردوں کے دل میں فتنہ پیدا کرے۔ حجاب دراصل عورت اور غیر محرم مرد کے درمیان ایک مضبوط رکاوٹ ہے، خواہ وہ رکاوٹ کپڑوں کی صورت میں ہو، مکان کی دیوار یا پردے کی شکل میں ہو یا سماجی آداب اور رویوں کے ذریعے قائم کی جائے۔

اس کے متعلق امام ابن حَجَر عَسقلانی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

المراد حجاب النساء عن رؤية الرجال لهن۔[3]

ترجمہ: "عورتوں کے حجاب سے مراد یہ ہے (کہ وہ اس طرح پردہ کریں) کہ مَرد انہیں کسی طرح دیکھ نہ سکیں"۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ محض چہرے یا بدن پر دوپٹہ ڈال لینا، یا صرف بال ڈھانپ لینا کافی نہیں، بلکہ اصل مقصود یہ ہے کہ عورت کا وجود اور اس کی زیب و زینت کسی بھی صورت غیر محرم کے لیے باعثِ کشش نہ بنے۔ اسلام نے عورت کی فطرت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی عزت کو بلند مرتبہ عطا کیا ہے۔ حجاب کو اس کے تحفظ کا ہتھیار بنایا ہے تاکہ وہ معاشرے میں محفوظ رہے۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ پردہ صرف جسمانی اوٹ تک محدود نہیں، بلکہ نگاہ کا حجاب، آواز کا حجاب، اور رویے کا حجاب بھی شامل ہے۔ قرآن نے مومن عورتوں کو نگاہیں نیچی رکھنے، اپنی چال ڈھال میں حیا اختیار کرنے، اور اپنی باتوں میں نرم لہجہ اختیار نہ کرنے کا حکم دیا؛ کیونکہ عورت کی آواز بھی فتنہ کا سبب بن سکتی ہے۔ اسی طرح ہنسی مذاق، بے تکلف گفتگو یا غیر ضروری

---

1 جرجانی، علی بن محمد بن علی، کتاب التعریفات، باب الحاء، دار الریان للتراث، س،ن، ص 111۔

2 سورۃ ص 32:38۔

3 عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری، مصر، المکتبۃ السلفیہ، 1380ھ، ج 8، ص 458۔

اختلاط بھی پردہ نہ کرنے کے مترادف ہے۔ آج کے دور میں پردے کا تصور بہت محدود کر دیا گیا ہے۔ حجاب کا تصور قرآن و سنت اور اقوالِ ائمہ کے مطابق نہایت وسیع اور عمیق ہے۔ اس کا مقصد صرف جسم کو ڈھانپ لینا نہیں بلکہ اپنی عزت، عصمت اور روحانی وقار کی حفاظت کرنا ہے۔

انسان کے لیے حجاب صرف ظاہری پردہ یا رکاوٹ نہیں، بلکہ وہ سب کچھ ہے جو دل کو اللہ سے غافل کرے۔ کبھی یہ حجاب مال و دولت کی محبت ہوتا ہے، کبھی شہرت و جاہ کا لالچ، کبھی نفس کی خواہشات، کبھی گناہوں میں مشغولی اور کبھی دنیاوی مشاغل۔ یہاں تک کہ بعض اوقات عبادت میں بھی ریاکاری یا غرور آجائے تو وہ بھی اللہ تک پہنچنے میں حجاب بن جاتا ہے۔

یوں علامہ شریف جُرجانی رحمۃُ اللہِ علیہ کا یہ قول ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ہم اپنی زندگی کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ کون سے حجابات ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا سے روکے ہوئے ہیں، پھر ان کو دور کرنے کی عملی کوشش کریں تاکہ دل کا تعلق اپنے مقصودِ حقیقی یعنی اللہ پاک سے قائم ہو سکے۔

وجوبِ حجاب کا تاریخی پس منظر:

حجاب کا وجوب کوئی اچانک پیش آنے والا واقعہ نہیں تھا، بلکہ یہ انسانی معاشرے میں حیا اور پاکیزگی کے بتدریج ارتقاء کا نتیجہ ہے۔ اسلام سے قبل بھی مختلف تہذیبوں اور آسمانی مذاہب میں پردے کا تصور کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا، جو شرافت اور عفت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ تاہم، اسلام نے اسے محض ایک رواج کے بجائے ایک باقاعدہ شرعی حکم کی حیثیت دی، جس کا مقصد معاشرے کو فتنوں سے بچانا اور خواتین کے احترام کو تحفظ فراہم کرنا تھا۔

علامہ مخدوم محمد ہاشم سِندھی حنفی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

فیھا (السنة الرابعة من الهجرة): فی ذی القعدة أیضًا یوم زفافه بزینب بنت جحش نزل الحجاب۔[4]

ترجمہ: ”4ہجری ذوالقعدہ کے مہینے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ اُمُّ المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے دن مسلمان عورتوں کے لیے پردے کا حکم نازل ہوا۔“

یہ بات نہایت ہی اہم اور غور طلب ہے کہ پردے کا حکم محض ایک سماجی ضابطہ نہیں بلکہ وحیِ الٰہی کا واضح حکم ہے جو براہِ راست عہدِ نبوی میں اُمت پر فرض ہوا۔

علامہ مخدوم محمد ہاشم سِندھی حنفی رحمۃُ اللہِ علیہ نے وضاحت کی کہ ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے موقع پر پردے کا حکم نازل ہوا، جو 4 ہجری ذوالقعدہ کے مہینے کی بات ہے۔ یہ تاریخی نکتہ بہت اہم ہے، کیونکہ اسی وقت سے پردہ اسلامی معاشرے کا لازمی اور بنیادی حکم بن گیا۔

4سندھی حنفی، محمد ہاشم بن عبد الغفور، بذل القوۃ، عمان، دار الفتح، 1437ھ، ص506، 507۔

حجابِ نسواں کے قرآنی احکام: ایک تفسیری و تحقیقی مطالعہ:

قرآنِ کریم نے جب انسانی معاشرے کی تعمیرِ نو کی تو اس میں عفت و حیا کو مرکزی مقام عطا کیا۔ حجاب کے احکامات کا نزول اس وقت ہوا جب مدنی معاشرہ پروان چڑھ رہا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے مومن خواتین کو ایک ایسی امتیازی شناخت عطا فرمائی جو انہیں جاہلیت کی نمائش اور آوارہ مزاج لوگوں کی اذیت سے محفوظ کر دے۔

حجاب عورت کو معاشرتی سرگرمیوں سے روکتا نہیں، بلکہ اسے ایک ایسی باوقار حدود فراہم کرتا ہے جس میں رہتے ہوئے وہ اپنی صلاحیتوں کا اظہار کر سکے۔ اس تمہید کا مقصد یہ سمجھنا ہے کہ حجاب عورت کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں، بلکہ اس کی حرمت کا وہ الٰہی پہرہ ہے جو اسے سماجی فتنوں سے بچا کر اس کے حقیقی مقصدِ زندگی کی طرف گامزن کرتا ہے۔

اللہ کریم نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى﴾ [5]

ترجمہ: ”اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی“۔

صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت خزائن العرفان میں فرماتے ہیں:

”اگلی جاہلیت سے مراد قبلِ اسلام کا زمانہ ہے، اُس زمانہ میں عورتیں اِتراتی نکلتی تھیں، اپنی زینت و محاسن (یعنی بناؤ سنگھار اور جسم کی خوبیاں مثلاً: سینے کے اُبھار وغیرہ) کا اظہار کرتی تھیں کہ غیر مرد دیکھیں۔ لباس ایسے پہنتی تھیں جن سے جسم کے اعضا اچھی طرح نہ ڈھکیں“۔ [6]

یہ حقیقت اپنی جگہ مسلّم ہے کہ پردہ و حجاب صرف ایک حکمِ شرعی نہیں بلکہ اسلامی تہذیب و تمدن کا بنیادی شعار ہے۔ اسلام سے پہلے عورت کی حالت نہایت افسوس ناک تھی، وہ معاشرتی وقار اور عزت سے محروم تھی، بازاروں میں آتی تو زینت و سنگھار کر کے نکلتی، اجنبی مردوں کی نگاہوں کا مرکز بنتی اور اپنے وجود کو ایک سامانِ تماشہ بنا لیتی۔ اسلام نے آکر عورت کو عزت و عظمت کا تاج پہنایا اور اسے ”مادرِ نسلِ انسانی“ کے مقام پر فائز کیا۔

یہ آیت عورت کو عزت کے اصل مقام کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ اس کی اصل عظمت گھر کے اندر ہے، جہاں وہ خاندان کی بنیاد اور نسل کی تربیت کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ اگر عورت اپنے اس مقام کو چھوڑ کر بے پردگی اور نمود و نمائش کی راہوں پر چلنے لگے تو وہ اپنی ہی عزت و عظمت کا سودا کرتی ہے۔

اللہ کریم قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ﴾ [7]

---

5 سورۃ الاحزاب 33:33۔

6 مفتی، نعیم الدین، تفسیر خزائن العرفان، کراچی، مکتبۃ المدینہ، 1434ھ، ص780۔

7 سورۃ الاحزاب 33:59۔

ترجمہ: ”اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں“۔

اُمّ المومنین حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((لَمَّا نَزَلَتْ ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ خَرَجَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَى رُؤُوسِهِنَّ الْغِرْبَانَ مِنَ الْأَكْسِيَةِ۔))[8]

ترجمہ: ”جب قرآن پاک کی یہ آیت ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ نازل ہوئی تو انصار کی خواتین سیاہ چادر اوڑھ کر گھروں سے نکلتیں، ان کو دیکھ کر یوں لگتا کہ ان کے سروں پر کوّے بیٹھے ہیں“۔

یہ آیت عورتوں کے حجاب اور پردہ کے لیے ایک واضح اور قطعی حکم ہے جو براہِ راست اللہ پاک نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو دے کر اُمت تک پہنچایا۔ اس میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن، بناتِ رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اور تمام مسلمان عورتوں کو شامل فرمایا گیا، تاکہ پردہ صرف خاص عورتوں تک محدود نہ رہے بلکہ ہر مومنہ اس حکم کے تحت آجائے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس کا مقصد یہی تھا کہ عورتیں اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کریں، باہر نکلتے وقت چادر یا جلباب اپنے اوپر ڈالیں اور چہرے تک کو ڈھانپ لیں تاکہ کسی غیر کی نگاہ ان پر نہ پڑے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پردہ کوئی معاشرتی رسم نہیں بلکہ اللہ کا حکم ہے جس پر عمل کرنا ایمان کا تقاضا ہے۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

((أَمَرَ اللهُ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا خَرَجْنَ مِنْ بُيُوتِهِنَّ فِي حَاجَةٍ أَنْ يُغَطِّينَ وُجُوهَهُنَّ مِنْ فَوْقِ رُؤُوسِهِنَّ بِالْجَلَابِيبِ، وَيُبْدِينَ عَيْنًا وَاحِدَةً۔))[9]

ترجمہ: ”اللہ پاک نے مومنین کی عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ ضرورت کے تحت گھروں سے نکلیں، تو چادر کو اپنے سروں سے اس طرح لٹکائیں کہ چہرہ چھپ جائے اور (راستہ دیکھنے کے لیے) صرف ایک آنکھ کھلی رہے“۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کی عزت اور وقار اسی میں ہے کہ وہ اپنے آپ کو حجاب اور پردے سے آراستہ کرے۔ اسلام نے عورت کو گھر کی زینت قرار دیا ہے، نہ کہ بازاروں اور گلیوں کی زینت۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ پاک نے عورت کے لیے پردہ لازم قرار دیا تاکہ معاشرے میں فتنہ نہ پھیلے اور عورت خود بھی اپنی عفت و عصمت محفوظ رکھے۔

یوں سمجھ لیجئے کہ اس آیت نے عورت کو بے پردگی کی ذلت سے نکال کر پردے کی عظمت عطا کی۔ آج اگر عورت اس حکمِ الٰہی کو چھوڑ کر بے پردگی کی طرف مائل ہو جائے تو وہ دراصل اپنے رب کے حکم سے غفلت برت رہی ہے اور اپنی اصل عزت کو خود اپنے ہاتھوں برباد کر رہی ہے۔

---

8 سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داوٗد، کتاب اللباس، باب فی قولہ تعالی: ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾، رقم الحدیث: 4101۔

9 عبد اللہ بن عباس، تفسیر ابن عباس، بیروت، مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، 1411ھ، ص 407۔

غضِ بصر (نگاہیں نیچی رکھنا): قرآنی تعلیمات اور اخلاقی تقاضے:

غضِ بصر (نگاہیں نیچی رکھنا) اسلامی ضابطۂ حیات کا وہ بنیادی رکن ہے جسے قرآنِ کریم نے حجاب اور پاکیزگیِ نفس کی پہلی سیڑھی قرار دیا ہے۔ یہ محض ایک جسمانی عمل نہیں بلکہ قلب و نظر کی تربیت کا وہ نظام ہے جو معاشرتی برائیوں کے خاتمے اور انسانی وقار کے تحفظ میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ قرآنِ کریم نے لباس کے پردے سے پہلے "نگاہ کے پردے" کا حکم دے کر یہ واضح کر دیا کہ عفت و عصمت کا سرچشمہ انسان کی آنکھ ہے جو اگر قابو میں رہے تو پورا وجود گمراہی سے محفوظ رہتا ہے۔ اخلاقی تقاضوں کے اعتبار سے غضِ بصر کا مطلب یہ نہیں کہ انسان دیکھنا ہی چھوڑ دے، بلکہ اولاً تو ایسی چیز جس کو دیکھنے سے شریعت نے منع کیا ہے اس جانب نگاہ ہی نہ اٹھے اور اگر کبھی ایسی چیز سامنے آ بھی جائے تو نگاہ کو وہاں سے فوراً ہٹا لیا جائے۔

اس بارے میں اللہ کریم نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ(۳۰) وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ۪ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ۪- وَ لَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّؕ- وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(۳۱)﴾[10]

ترجمہ: "مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے۔ بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔ اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی مِلک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں۔ اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔"

اسلام نے پردے کا حکم صرف عورت کو نہیں دیا، بلکہ معاشرے کو پاکیزہ رکھنے کے لیے پہلے مَرد کو اپنی نگاہ پر قابو پانے کا حکم دیا ہے۔ نگاہ تمام فتنوں کی جڑ ہے، اسی لیے قرآن نے اسے ستھرا رہنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

---

10 سورۃ النور 24:30، 31۔

تحفظِ عفت اور غضِ بصر کے احکام احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں:

اسلام نے معاشرے کو برائیوں سے بچانے کے لیے شرم و حیا اور پاکدامنی پر بڑا زور دیا ہے، اس کے لیے سب سے اہم کام نگاہوں کی حفاظت کرنا ہے۔ باطنی طہارت اور بہترین معاشرے کی تعمیر کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنے تمام اعضاء، بالخصوص آنکھ، زبان اور دل و دماغ کو پاک رکھے۔ مذکورہ احادیث اسی حوالے سے ہماری رہنمائی کرتی ہیں:

حضرت سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں:

((سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي۔))[11]

ترجمہ: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے (کسی نامحرم پر) اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں سوال کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ (ایسی صورتِ حال میں) اپنی نگاہ کو پھیر لو۔“

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہُ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ۔ قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! مَا لَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا، نَتَحَدَّثُ فِيهَا۔ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ۔))[12]

ترجمہ: ”تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! ہمارا ان بیٹھکوں کے بغیر گزارا نہیں، جہاں ہم (آپس میں) بات چیت کرتے ہیں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم نے (وہاں) بیٹھنے سے باز نہیں آنا، تو راستے کو اس کا حق دو۔ صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان نے پوچھا: راستے کا حق کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نگاہیں نیچی رکھنا، (کسی کو) اذیت دینے سے باز رہنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا۔“

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اضْمَنُوا لِي سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ، اُصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ، وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ، وَأَدُّوا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ، وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ۔))[13]

ترجمہ: ”تم اپنی طرف سے مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں: جب بات کرو تو سچ بولو، جب وعدہ کرو تو اسے پورا کرو، جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے (دیانت داری سے) ادا کرو، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور اپنے ہاتھوں کو (ظلم و اذیت سے) روکے رکھو۔“

---

11 قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب نظر الفجاءۃ، رقم الحدیث: 2159۔

12 ایضًا، کتاب اللباس والزینۃ، باب النہی عن الجلوس فی الطرقات واعطاء الطریق حقہ، رقم الحدیث: 2121۔

13 ابن حنبل، احمد بن محمد، مسند احمد، مسند الانصار، رقم الحدیث: 22757۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا:

((فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ۔))[14]

ترجمہ: ”پس آنکھ کا زنا (نامحرم کو قصدا) دیکھنا ہے۔“

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((فَزِنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنّٰی وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ))[15]

ترجمہ: ”پس آنکھوں کا زنا (نامحرم کو قصدًا) دیکھنا ہے، اور زبان کا زنا (حرام و شہوانی) گفتگو کرنا ہے، اور نفس (اس گناہ کی) تمنا اور خواہش کرتا ہے، اور شرمگاہ (زنا کے ذریعے) اس سب کی تصدیق کر دیتی ہے یا (خوفِ خدا کے باعث اس برے کام سے رک کر) اسے جھٹلا دیتی ہے۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((يَا عَلِيُّ! لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ))[16]

ترجمہ: ”اے علی! (اچانک پڑنے والی) نظر کے بعد دوسری نظر (قصدًا) نہ ڈالو کیونکہ پہلی (غیر اختیاری) نظر تمہارے لیے معاف ہے لیکن دوسری (قصدًا) نظر تمہارے لیے جائز نہیں۔“

حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةُ، فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْتَجِبَا مِنْهُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! أَلَيْسَ أَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا؟! أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ؟!۔))[17]

ترجمہ: ”میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں کہ اچانک ابنِ ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اور یہ واقعہ ہمیں حجاب کا حکم دیئے جانے کے بعد کا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم دونوں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے پردہ کرو، ہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! کیا وہ نابینا نہیں ہیں نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہمیں پہچان سکتے ہیں؟ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: کیا تم دونوں بھی اندھی ہو؟! کیا تم دونوں انہیں دیکھ نہیں رہیں؟!“

---

14 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، رقم الحدیث: 5889۔
15 قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظہ من الزنی وغیرہ، رقم الحدیث: 2657۔
16 سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب مایؤمر بہ من غض البصر، رقم الحدیث: 2149۔
17 ایضا، کتاب اللباس، باب فی قولہ عزوجل: ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾، رقم الحدیث: 4112۔

شعب الایمان میں ہے:

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ إِلَيْهِ۔))[18]

ترجمہ: "حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بد نگاہی کرنے والے اور کروانے والے پر اللہ پاک کی لعنت ہے۔"

نگاہوں کی خیانت پر قرآنی وعید اور اسلاف کا طرزِ عمل

شریعتِ اسلامیہ نے جہاں بد نگاہی کو فتنوں کی جڑ قرار دیا ہے، وہاں چوری چھپے نامحرموں کو دیکھنے کی روش کی بھی سخت مذمت کی ہے، جسے "نگاہوں کی خیانت" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا مخفی گناہ ہے جو انسانی معاشرے کی نظروں سے تو چھپ سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے علمِ محیط سے کبھی اوجھل نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ قرآنِ کریم نے انسان کے اسی پوشیدہ طرزِ عمل پر گرفت کرتے ہوئے اور دلوں کے بھیدوں کو آشکار کرتے ہوئے انتہائی واضح انداز میں وعید نازل فرمائی ہے:

﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ﴿١٩﴾﴾[19]

ترجمہ: اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔

اس آیت مبارکہ کے تحت علامہ ابو البرکات نسفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مدارک التنزیل وحقائق التاویل میں لکھتے ہیں:

هو أن ينظر إلى أجنبية بشهوة مسارقة، ثم يتفكر بقلبه في جمالها، ولا يعلم بنظرته وفكرته من بحضرته والله يعلم ذلك كله۔[20]

ترجمہ: "اس آیت مبارکہ سے مراد چوری چھپے نامحرم عورت کو شہوت کے ساتھ دیکھنا پھر عورت کے حسن وجمال کے بارے میں سوچنا ہے، یہ سب اگرچہ اس کے پاس موجود دوسرے لوگ نہ جان سکیں لیکن اللہ عزوجل تو جانتا ہے۔"

اس آیت مبارکہ کے تحت حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((اَلرَّجُلُ يَكُوْنُ فِي الْقَوْمِ، فَتَمُرُّ بِهِمُ الْمَرْأَةُ، فَيُرِيْهِمْ أَنَّهُ يَغُضُّ بَصَرَهُ عَنْهَا، فَإِنْ رَأَى مِنْهُمْ غَفْلَةً نَظَرَ إِلَيْهَا، فَإِنْ خَافَ مِنْهُمْ أَنْ يَفْطَنُوْا بِهِ غَضَّ بَصَرَهُ عَنْهَا، وَقَدِ اطَّلَعَ اللهُ مِنْ قَلْبِهِ۔))[21]

ترجمہ: "ایک آدمی لوگوں میں موجود ہو اور ایک عورت ان کے پاس سے گزرے وہ آدمی لوگوں کو یہ دکھائے کہ اس عورت کو نہیں دیکھ رہا اور جب لوگوں کو دیکھے کہ اُن کی توجہ اِس کی طرف نہیں ہے تو اس

---

18 بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی، شعب الایمان، باب الحیاء، رقم الحدیث: 7788۔

19 سورۃ المؤمن 19:40۔

20 نسفی، عبد اللہ بن احمد، مدارک التنزیل وحقائق التاویل، بیروت، دار الکلم الطیب، 1419ھ، ج3، ص205۔

21 ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد، المصنف فی الاحادیث والآثار، کتاب النکاح، باب ما قالوا فی الرجل تمر بہ المرأۃ... الخ، رقم الحدیث: 18115۔

عورت کو دیکھنا شروع کر دے اور جب اس کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ لوگ اِس کی اِس بات سے باخبر ہو جائیں گے تو آنکھوں کو جھکالے حالانکہ اللہ عزوجل جانتا ہے جو اس کے دل میں ہے۔“

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل اعضاء کے افعال جانتا ہے کیونکہ اعضاء کے افعال میں سب سے خفیہ فعل چوری چھپے دیکھنا ہے اور جب اسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو دیگر اعضاء کے افعال بدرجہ اَولیٰ معلوم ہوں گے، یونہی اللہ عزوجل دلوں کے افعال بھی جانتا ہے اور جب حاکم کے علم کا یہ حال ہے تو ہر مجرم کو اس سے بہت زیادہ ڈرنا چاہیے اور بطورِ خاص ان لوگوں کو خوفِ خدا اختیار کرنا چاہیے جو چوری چھپے غیر محرم عورتوں کو دیکھتے ہیں۔ ہمارے بزرگانِ دین رحمۃُ اللہِ علیہم ایسے معاملات میں متقی وپرہیزگار تھے۔

عبد الرحمن بن زید بن اسلم رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

((خَرَجَ عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ حَاجَّيْنِ مِنَ الْمَدِينَةِ، وَمَعَهُمَا أَصْحَابٌ لَهُمْ، حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِالْأَبْوَاءِ نَزَلُوا مَنْزِلًا۔ فَانْطَلَقَ سُلَيْمَانُ وَأَصْحَابُهُ لِبَعْضِ حَاجَتِهِمْ، وَبَقِيَ عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ قَائِمًا فِي الْمَنْزِلِ يُصَلِّي۔ قَالَ: فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَعْرَابِ جَمِيلَةٌ، فَلَمَّا رَآهَا عَطَاءٌ ظَنَّ أَنَّ لَهَا حَاجَةً فَأَوْجَزَفِي صَلَاتِهِ، ثُمَّ قَالَ: أَلَكِ حَاجَةٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ۔ قَالَ: مَا هِيَ؟ قَالَتْ: قُمْ فَأَصِبْ مِنِّي فَإِنِّي قَدْ وَدِقْتُ وَلَا بَعْلَ لِي، فَقَالَ: إِلَيْكِ عَنِّي لَا تُحْرِقِينِي وَنَفْسَكِ بِالنَّارِ۔))[22]

ترجمہ: ”عطاء بن یسار اور سلیمان بن یسار رحمۃُ اللہِ علیہما مدینہ منورہ سے حج کے ارادے سے نکلے، اور ان کے ساتھ ان کے کچھ ساتھی بھی تھے۔ جب وہ مقامِ ابواء پہنچے تو انہوں نے ایک جگہ قیام کیا۔ پھر سلیمان بن یسار رحمۃُ اللہِ علیہ اور ان کے ساتھی اپنی کسی ضرورت کے لیے چلے گئے اور عطاء بن یسار رحمۃُ اللہِ علیہ اپنی قیام گاہ میں کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔ عبد الرحمن بن زید بن اسلم رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اسی دوران عطاء بن یسار رحمۃُ اللہِ علیہ کے پاس دیہاتیوں کی ایک خوبصورت عورت داخل ہوئی۔ جب آپ نے اس کو دیکھا تو گمان کیا کہ اسے کوئی ضرورت پیش آئی ہے۔ تو آپ نے اپنی نماز مختصر کر دی، پھر اس سے پوچھا کیا تمہیں کوئی ضرورت ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ عورت نے کہا اٹھو اور میری خواہش پوری کرو مجھ پر شہوت کا شدید غلبہ ہے میرا کوئی شوہر نہیں ہے! آپ نے فرمایا: مجھ سے دور ہو جاؤ مجھے اور اپنے آپ کو آگ میں مت جلاؤ۔

بے پردگی کی حدود اور شرعی ضوابط: فقہائے اسلام کی نظر میں

شریعت میں بے پردگی کا آغاز نظر کی بے احتیاطی سے ہوتا ہے۔ اگر لباس ایسا باریک ہو جس سے جسم کی رنگت جھلکتی ہو، یا اتنا تنگ ہو جس سے اعضاء کی ساخت نمایاں ہوتی ہو، تو اسے شرعی طور پر لباس کے باوجود بے پردگی ہی تصور کیا جاتا

---

22 ابن جوزی، عبد الرحمن بن علی، صفوۃ الصفوۃ، قاہرہ، دار الحدیث، 1421ھ، ج1، ص347۔

ہے۔ قرآنِ کریم نے ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾[23] فرما کر واضح کر دیا کہ ایسی آرائش و زیبائش جو دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرے، اسے نامحرموں کے سامنے ظاہر کرنا بے پردگی کے زمرے میں آتا ہے۔ نامحرم مرد و عورت کا تنہائی میں ملنا یا بغیر کسی شرعی ضرورت اور پردے کے اختلاط کرنا بے پردگی کی عملی صورتیں ہیں، جن سے بچنے کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ جہاں کہیں بھی کسی عضو کے کھلے رہنے سے فتنے یا اخلاقی بگاڑ کا اندیشہ ہو، وہاں احتیاط اور ستر پوشی کے احکامات مزید سخت ہو جاتے ہیں تاکہ معاشرے کی پاکیزگی برقرار رہے۔

جیسا کہ اس بارے میں امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

> بے پردہ بایں معنیٰ کہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے اُن میں سے کچھ کھلا ہو جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ یا گلے یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی جز، تو اس طور پر تو عورت کو غیر محرم کے سامنے جانا مطلقاً حرام ہے۔ خواہ وہ پیر ہو یا عالم، یا عامی جوان ہو، یا بوڑھا۔[24]

امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فتاویٰ رضویہ میں ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

> لڑکیوں کا غیر مَردوں کے سامنے خوش الحانی سے نظم پڑھنا حرام ہے، اور اجنبی نوجوان لڑکوں کے سامنے بے پردہ رہنا بھی حرام۔[25]

امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کا یہ قول پردے اور حجاب کے مسئلے میں ایک نہایت ہی واضح اور فیصلہ کُن اصول کو بیان کرتا ہے۔ آپ نے یہ وضاحت فرمائی کہ بے پردگی سے مراد صرف یہ نہیں کہ عورت مکمل طور پر کھلے سر یا ننگے جسم کے ساتھ گھومے، بلکہ اگر ان اعضاء میں سے کوئی حصہ بھی جو شرعاً چھپانا فرض ہے، کھل جائے تو یہ بھی بے پردگی کہلائے گا۔ مثلاً: سر کے بالوں کا کچھ حصہ نظر آ جائے، یا گلے کا حصہ کھل جائے، یا کلائی، پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر ہو تو یہ سب بے پردگی میں داخل ہیں اور ان کی بنا پر غیر محرم کے سامنے جانا شرعاً حرام ہے۔

امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ نے ایک نہایت اہم نکتہ بھی بیان فرمادیا کہ عورت خواہ کسی کے سامنے ہو، اسے بے پردگی کی اجازت نہیں، یعنی یہ نہیں کہ اگر سامنے کوئی عامی نوجوان ہو تو احتیاط کرے اور اگر عالم یا بزرگ ہو تو پردے کی پابندی میں نرمی کرلے، نہیں! بلکہ چاہے سامنے عالم ہو، پیر ہو، بزرگ ہو یا عامی، جوان ہو یا بوڑھا ان سب کے سامنے عورت کے لئے ان اعضاء کا کھولنا یکساں حرام ہے۔

اس بات کی اہمیت اس لئے بھی زیادہ ہے کہ بعض اوقات عورتیں یا ان کے گھر والے یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ تو پیر صاحب ہیں یا یہ تو بڑے بزرگ ہیں، اس لئے ان کے سامنے بال یا کلائی یا دیگر اعضاء کھل جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ امامِ اہلسنّت

---

23 سورۃ النور 24:31۔

24 بریلوی، امام احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، لاہور، رضا فاؤنڈیشن، 1423ھ، ج22، ص239، 240۔

25 ایضاً، ج23، ص690۔

نے ایسے تمام گمانوں کی جڑ کاٹ دی اور واضح فرمایا کہ شریعت میں کسی قسم کی چھوٹ نہیں۔ غیر محرم تو غیر محرم ہے، خواہ اس کا مرتبہ یا عمر کچھ بھی ہو۔

اس فرمان سے دو بڑے پہلو سامنے آتے ہیں:

1. **پردے کی حقیقت اور دائرہ:** پردے کا مطلب صرف چہرہ ڈھانپنا یا بڑے کپڑے پہن لینا نہیں، بلکہ شریعت نے جو اعضاء چھپانا فرض قرار دیے ہیں، ان کا چھپانا ضروری ہے۔ ایک بال بھی اگر جان بوجھ کر غیر محرم کو دکھایا جائے تو وہ بے پردگی میں شمار ہوگا۔
2. **غلط فہمیوں کا ازالہ:** بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ولی یا عالم کے سامنے عورت کا کھلا رہنا معیوب نہیں۔ یہ ایک بڑی غلطی ہے، جسے امامِ اہلِ سنت نے جڑ سے ختم کر دیا۔ شریعت کے حکم سب پر برابر لاگو ہوتے ہیں، کسی کا منصب یا مقام عورت کے پردے کی ذمہ داری کو کم نہیں کرتا۔

یوں امامِ اہلسنّت نے اُمت کو یہ اصولی بات سمجھادی کہ پردہ نہ صرف عورت کی عزت اور حیا کا محافظ ہے، بلکہ یہ ایک شرعی فرض ہے جس میں کسی کے لئے کوئی استثناء نہیں۔ یہی طرزِ فکر عورت کو اسلامی وقار اور ایمانی حیا کے زیور سے آراستہ کرتا ہے۔

موجودہ دور "بصری ابلاغ (Visual Communication)" کا دور ہے، جہاں سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل اسکرینز نے نامحرم کے تصور اور حیا کی حدود کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ ایسے میں چہرے کا پردہ ایک ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے جو فتنے کے ابھار کو روکنے میں مددگار ہوتا ہے۔ انسانی شخصیت میں چہرہ ہی وہ بنیادی حصہ ہے جو سب سے زیادہ جاذبِ نظر اور مرکزِ کشش ہوتا ہے۔ مفسرین اور فقہاء کا ایک بڑا طبقہ اس بات پر متفق ہے کہ جب معاشرے میں بگاڑ اور فتنہ عام ہو جائے، تو چہرے کا چھپانا "سدِ ذرائع" (برائی کے راستوں کو بند کرنے) کے طور پر واجب ہو جاتا ہے۔ یہاں فتنے سے مراد وہ صورتِ حال ہے جہاں مردوں کی نظریں بے لگام ہوں اور خواتین کے لیے اپنی عفت کا تحفظ دشوار ہو رہا ہو۔ جدید دور کی بے راہ روی اور اخلاقی گراوٹ اسی "فتنے" کی ایک واضح صورت ہے۔

اسی کے متعلق علامہ ابن عابدین شامی رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا:

تُمْنَعُ الْمَرْأَةُ الشَّابَّةُ مِنْ كَشْفِ الْوَجْهِ بَيْنَ الرِّجَالِ لَا لِأَنَّهُ عَوْرَةٌ بَلْ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ۔[26]

ترجمہ: "فتنے کے خوف کی وجہ سے نوجوان عورت کو مردوں کے سامنے چہرہ کھولنے سے روکا جائے گا نا کہ اس وجہ سے کہ چہرہ ستر میں شامل ہے۔"

یہ قول نہایت ہی حکمت اور فقہی بصیرت پر مبنی ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃُ اللہِ علیہ نے پردے کے مسئلے میں ایک نہایت باریک اور ضروری پہلو واضح فرمایا کہ جوان عورت کا مردوں کے درمیان چہرہ کھولنا فتنے کے خوف کی وجہ سے منع ہے۔

---

26 شامی، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، ریاض، دار عالم الکتب، 1423ھ، ج2، ص79۔

یہاں فتنے کا خوف اصل علت کے طور پر بیان ہوا ہے؛ کیونکہ شریعت نے ہر اس چیز سے بچنے کا حکم دیا ہے جو گناہ اور بدکاری کی طرف لے جانے کا ذریعہ بنے۔ چہرہ عورت کی سب سے زیادہ کشش رکھنے والی چیز ہے اور جب جوان عورت مردوں کے درمیان اپنا چہرہ کھولے تو اس سے دلوں میں فتنہ پیدا ہونا قریب تر ہے۔ اس لئے فقہا نے ایسے حالات میں عورت کے لئے چہرہ ڈھانپنے کو واجب قرار دیا۔

واضح رہے کہ نامحرم مردوں اور عورتوں کو آپس میں اختلاط سے پرہیز کرنے کا شریعت نے تاکید سے حکم دیا ہے، چنانچہ اس طرح کا معمول بنالینا کہ جس میں عورت کا نامحرم مردوں کے ساتھ مستقل میل جول ہو، (خواہ استاد شاگرد کے تعلق کی صورت میں ہو) جیسا کہ عصری تعلیمی اداروں کے مخلوط ماحول میں عام طور پر ایسا ہوتا ہے، یہ اس شرعی تاکیدی حکم کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ اس سلسلے میں حکومتِ وقت کی یہ ذمہ داری ہے کہ غیر مخلوط تعلیمی ادارے قائم کرے، تاکہ احکامِ شریعت کی رعایت کے ساتھ تعلیم کا حصول ہو سکے۔

حجابِ نسواں اور اسوۂ صحابیات: تاریخی و عملی شواہد:

جب ہم حجاب کی بات کرتے ہیں، تو عملی زندگی میں اس کا سب سے بہترین، سچا اور کامل نمونہ صحابیاتِ مطہرات رضی اللہ عَنہُنَّ کی زندگیاں ہیں۔ ان کا طرزِ عمل ہمیں سکھاتا ہے کہ احکامِ الٰہیٰ کے سامنے سرِ تسلیم خم کیسے کیا جاتا ہے۔ صحابیات کا پردہ محض ایک رسمی حجاب نہیں تھا، بلکہ ان کے رگ و پے میں حیا رچی بسی تھی۔ وہ ضرورت کے تحت گھر سے نکلتیں تو راستے کے کناروں سے لگ کر چلتیں تاکہ مردوں سے اختلاط یا ٹکراؤ نہ ہو۔ ان کی چادریں ان کے وقار کی ڈھال تھیں۔

تابعی بزرگ امام محمد بن سیرین رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

((قَالَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ: قَدْ حَجَجْتُ وَاعْتَمَرْتُ، فَأَنَا أَقْعُدُ فِي بَيْتِي كَمَا أَمَرَنِي اللهُ۔))[27]

ترجمہ: حضرت سیدتنا سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے حج و عمرہ کر لیا ہے، جیسا کہ میرے رب نے مجھے (گھر میں رہنے کا) حکم دیا ہے اب میں گھر میں ہی رہوں گی۔

امام محمد بن عمر رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا:

((فَلَمْ تَحُجَّ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى تُوُفِّيَتْ۔))[28]

ترجمہ: پھر حضرت سیدتنا سودہ رضی اللہُ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے (ظاہری وصال کے) بعد حج نہیں کیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی۔

یہ واقعہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا سودہ رضی اللہُ عنہا کے زہد، تقویٰ اور حکمِ الٰہی کے ساتھ کامل وفاداری کا روشن ثبوت ہے کہ آپ نے نہایت یقین و اخلاص سے فرمایا کہ میں اپنا حج و عمرہ کر چکی ہوں اور چونکہ میرے رب نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے، لہٰذا اب باہر نہ نکلوں گی۔ یہ رویہ محض ایک قول نہیں بلکہ ایک عملی نمونہ تھا۔

---

27 ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع، الطبقات الکبری، بیروت، دار لکتب العلمیہ، 1410ھ، ج8، ص168۔

28 ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع، الطبقات الکبری، بیروت، دار لکتب العلمیہ، 1410ھ، ج8، ص168۔

جب حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہُ عنہا کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہُ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

((یَا أَسْمَاءُ، إِنِّي قَدِ اسْتَقْبَحْتُ مَا يُصْنَعُ بِالنِّسَاءِ، يُطْرَحُ عَلَى الْمَرْأَةِ الثَّوْبُ فَيَصِفُهَا۔ قَالَتْ أَسْمَاءُ: يَا ابْنَةَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم، أَلَا أُرِيكِ شَيْئًا رَأَيْتُهُ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ؟ فَدَعَتْ بِجَرَائِدَ رَطْبَةٍ فَحَنَتْهَا، ثُمَّ طَرَحَتْ عَلَيْهَا ثَوْبًا۔ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: مَا أَحْسَنَ هٰذَا وَأَجْمَلَهُ! فَإِذَا أَنَا مِتُّ فَاغْسِلِيْنِي أَنْتِ وَعَلِيٌّ، وَلَا تُدْخِلِي عَلَيَّ أَحَدًا۔ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ جَاءَتْ عَائِشَةُ، فَمَنَعَتْهَا أَسْمَاءُ، فَشَكَتْهَا عَائِشَةُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ وَقَالَتْ: هٰذِهِ الْخَثْعَمِيَّةُ تَحُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! فَوَقَفَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى الْبَابِ وَقَالَ: يَا أَسْمَاءُ، مَا حَمَلَكِ عَلٰى أَنْ مَنَعْتِ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَدْخُلْنَ عَلٰى بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ صَنَعْتِ لَهَا هَوْدَجًا؟ قَالَتْ: هِيَ أَمَرَتْنِي أَلَّا يَدْخُلَ عَلَيْهَا أَحَدٌ، وَأَمَرَتْنِي أَنْ أَصْنَعَ لَهَا ذٰلِكَ۔ قَالَ: فَاصْنَعِي مَا أَمَرَتْكِ۔ وَغَسَّلَهَا عَلِيٌّ وَأَسْمَاءُ۔ وَهِيَ أَوَّلُ مَنْ غُطِّيَ نَعْشُهَا فِي الْإِسْلَامِ، ثُمَّ بَعْدَهُ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ۔ وَصَلّٰى عَلَيْهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ۔ وَقِيلَ: صَلّٰى عَلَيْهَا الْعَبَّاسُ۔ وَأَوْصَتْ أَنْ تُدْفَنَ لَيْلًا، فَفُعِلَ ذٰلِكَ بِهَا۔))[29]

ترجمہ: "مجھے وہ طریقہ سخت ناپسند ہے جو (جنازوں میں) عورتوں کے ساتھ اختیار کیا جاتا ہے کہ عورت (کی میت) پر صرف ایک کپڑا ڈال دیا جاتا ہے، جو اس کی جسمانی ساخت کو نمایاں کرتا ہے۔ حضرت سیدتنا اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے بنت رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم! کیا میں آپ کو وہ چیز نہ دکھاؤں جو میں نے سرزمینِ حبشہ میں دیکھی تھی؟ پھر انہوں نے کھجور کی تازہ ٹہنیاں منگوائیں، انہیں موڑا (ایک ڈوم یا پالکی کی شکل دی) اور اس پر ایک کپڑا ڈال دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہُ عنہا نے فرمایا: یہ کتنا اچھا اور خوبصورت ہے! پس جب میں وفات پا جاؤں تو مجھے صرف تم (یعنی اسماء رضی اللہ عنہا) اور حضرت سیدنا علی رضی اللہُ عنہ غسل دینا، اور میرے پاس کسی اور کو آنے نہ دینا۔

چنانچہ جب ان کی وفات ہو گئی تو ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہُ عنہا تشریف لائیں، لیکن حضرت سیدتنا اسماء بنت عمیس رضی اللہُ عنہا نے انہیں اندر آنے سے روک دیا۔ اس پر سیدتنا عائشہ رضی اللہُ عنہا نے (اپنے والد) حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی اور کہا: اس خثعمیہ (قبیلہ خثعم سے تعلق رکھنے والی خاتون، یعنی اسماء رضی اللہ عنہا) نے ہمارے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی بیٹی کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ دروازے پر تشریف لائے اور فرمایا: 'اے اسماء! کس چیز نے

29 جزری، علی بن محمد، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1417ھ، ج7، ص244۔

تمہیں اس بات پر ابھارا کہ تم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹی کے پاس جانے سے روک دیا، اور تم نے ان کے لیے ایک ہودج بھی بنا رکھا ہے؟ حضرت سیدتنا اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: انہوں نے خود مجھے وصیت فرمائی تھی کہ ان کے پاس کوئی بھی داخل نہ ہو، اور انہوں نے ہی مجھے ایسا (ہودج) بنانے کا حکم دیا تھا۔

حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو پھر انہوں نے تمہیں جو حکم دیا ہے، اسی کے مطابق کرو، چنانچہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا اور حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا پہلی خاتون ہیں اسلام میں جن کے نعش (جنازے) کو ڈھانپا گیا، پھر ان کے بعد ام المومنین زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کا جنازہ اس طرح ڈھانپا گیا اور حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ اور حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی تھی کہ انہیں رات کے وقت دفن کیا جائے، تو آپ رضی اللہ عنہا کو رات کے وقت ہی دفن کیا گیا۔"

یہ وصیت حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بے مثال حیا و عفت اور شرم و حجاب کی عظیم ترین دلیل ہے۔ دنیا سے رخصتی کے وقت بھی آپ کی سب سے بڑی فکر یہی تھی کہ میری پاکیزہ ذات پر کسی غیر مرد کی نظر نہ پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ رات کے وقت اُٹھایا جائے تاکہ پردہ اور حجاب کی تکمیل ہو جائے اور میری عصمت پر کسی غیر کی نگاہ نہ پڑے۔ یہ وصیت دراصل اُمت کی تمام عورتوں کے لیے سبق ہے کہ حجاب و پردہ کوئی وقتی یا عارضی چیز نہیں بلکہ عورت کے وقار اور ایمان کا دائمی حصّہ ہے۔

اگر جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور جنتی عورتوں کی سردار سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا پردے اور حیا کو اتنی اہمیت دیتی ہیں کہ آخری لمحے تک اس کا اہتمام کرتی ہیں، تو تمام خواتین کے لیے لازم ہے کہ وہ اس روشنی کو اپنی زندگی کا چراغ بنائیں۔ شریعتِ اسلامیہ نے عورت کو حجاب اور پردے کے ذریعے نہ صرف دنیا میں عزت و عصمت دی ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی اس کی ستر پوشی اور پردہ داری کا اہتمام کیا ہے۔

ابو داوٗد شریف کی روایت ہے:

((جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ خَلَّادٍ، وَهِيَ مُتَنَقِّبَةٌ، تَسْأَلُ عَنِ ابْنِهَا وَهُوَ مَقْتُولٌ، فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جِئْتِ تَسْأَلِينَ عَنِ ابْنِكِ وَأَنْتِ مُتَنَقِّبَةٌ؟! فَقَالَتْ: إِنْ أُرْزَأْ ابْنِي فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِي۔))[30]

---

30 سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داوٗد، کتاب الجهاد، باب فضل قتال الروم علی غیرہم من الامم، رقم الحدیث: 2488۔

ترجمہ: "حضرت سیدتنا اُمّ خلّاد رضی اللہ عنہا کا بیٹا جنگ میں شہید ہو گیا۔ آپ اپنے بیٹے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے نقاب اوڑھ کر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں حاضر ہوئیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے کسی صحابی نے حیرت سے کہا: آپ اِس وقت بھی باپردہ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: میں نے بیٹا ضرور کھویا ہے، حیا نہیں کھوئی۔"

یہ واقعہ عورت کی ایمانی غیرت، حیا اور پردے کی پاسداری کی ایک شاندار مثال ہے۔ حضرت سیدتنا اُمّ خلّاد رضی اللہ عنہا کا بیٹا شہید ہو گیا، جو کہ ماں کے لئے سب سے بڑی آزمائش اور صدمہ ہے، مگر اس عظیم صدمے کے باوجود بھی انہوں نے حجاب اور نقاب کو ترک نہ کیا۔ ان کے اس عمل پر جب لوگوں نے تعجب کیا کہ بیٹے کی موت کے غم میں بھی آپ نقاب ڈالے ہوئے آئی ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے بیٹا ضرور کھویا ہے، حیا نہیں کھوئی۔ یہ الفاظ دراصل اسلامی تہذیب و تمدن اور عورت کے مقام و مرتبے کی حقیقی عکاسی کرتے ہیں۔

اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ عورت کے لیے سب سے قیمتی متاع اس کا مال یا اولاد نہیں بلکہ اس کی حیا اور پردہ ہے۔ اولاد دنیاوی سرمایہ ہے جو کبھی باقی رہتا ہے، کبھی چھن جاتا ہے، مگر حیا ایک ایسا زیور ہے جو عورت کے ایمان کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے کردار کو بلند کرتا ہے۔

حضرت سیدنا عطا بن ابو رَباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا:

((أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ: قُلْتُ: بَلٰى۔ قَالَ: هٰذِهِ السَّوْدَاءُ، أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنِّي أُصْرَعُ وَأَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللهَ لِي۔ قَالَ: إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللهَ لَكِ أَنْ يُعَافِيَكِ۔ قَالَتْ: لَا، بَلْ أَصْبِرُ، فَادْعُ اللهَ أَنْ لَّا أَتَكَشَّفَ أَوْ لَا يَنْكَشِفَ عَنِّيْ، قَالَ: فَدَعَا لَهَا۔)) [31]

ترجمہ: "میں تمہیں جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں۔ فرمایا: یہ حبشی جنتی ہے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں آکر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! مرگی کے مرض کی وجہ سے میرا ستر یعنی پردہ کھل جاتا ہے آپ میرے لیے دعا فرمائیے تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: چاہو تو صبر کر لو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر چاہو تو میں اللہ پاک سے تمہارے لیے دعا کروں کہ وہ تجھے عافیت عطا فرمائے۔ اس نے عرض کی: میں صبر کروں گی۔ پھر عرض کی: دعا کیجئے میرا پردہ نہ کھلا کرے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس کے لیے دعا فرما دی۔"

یہ واقعہ نہایت عظیم سبق لئے ہوئے ہے۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جس عورت کو جنتی عورت قرار دیا، وہ ایک حبشی عورت تھیں، جو ظاہری صورت یا نسب کے بجائے اپنے ایمان، صبر اور حیا کی وجہ سے بلند مقام پر فائز ہوئیں۔ انہوں نے

31 شیبانی، احمد بن محمد بن حنبل، مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن عباس، رقم الحدیث:3240۔

بار گاہِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں اپنی بیماری کا ذکر کیا۔ مرگی کے دورے کی وجہ سے ان کا جسم قابو میں نہیں رہتا تھا اور پردہ کھلنے کا اندیشہ رہتا تھا۔ یہ بیماری اگرچہ سخت تکلیف دہ تھی، مگر اس عورت کا اصل غم اپنی بیماری نہیں بلکہ پردے کے کھل جانے کا خوف تھا۔ یہ بتاتا ہے کہ ایک مومنہ عورت کے نزدیک حیا اور ستر کی حفاظت جسمانی صحت اور دنیاوی آرام سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔

آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں اختیار دیا:

اگر چاہو تو میں دعا کروں، اللہ پاک تمہیں شفا دے گا اور اگر چاہو تو صبر کرو، تمہارے لئے جنت کی ضمانت ہے۔ اس عورت نے وہی راستہ چُنا جو اللہ کے ہاں زیادہ محبوب تھا۔ اس نے کہا: میں صبر کروں گی، لیکن ساتھ ہی عرض کیا کہ بس یہ دعا فرما دیجئے کہ مرض کے دوران میرا پردہ نہ کھلے۔ یہ جملہ اس عورت کے ایمان، غیرت اور حیا کی انتہا کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کی نظر میں دنیاوی صحت اور آرام کی خواہش کے مقابلے میں عزت و عصمت کی حفاظت زیادہ اہم تھی۔ اسی لیے اسے دنیا ہی میں جنتی ہونے کی خوشخبری مل گئی۔

اس واقعے سے کئی بڑے سبق ملتے ہیں:

1. عورت کی اصل عظمت اس کے نسب، رنگ یا مال میں نہیں بلکہ ایمان، صبر اور حیا میں ہے۔
2. بیماری اور مصیبت میں بھی حیا کو مقدم رکھنا مومنہ عورت کی شان ہے۔
3. رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خود بھی اس عورت کے صبر اور حیا کو جنت کی ضمانت قرار دے کر اُمت کو سبق دیا کہ جنت کے دروازے انہی کے لئے کھلتے ہیں جو دنیا کی آزمائشوں میں صبر اور ایمان پر قائم رہتے ہیں۔

وجوبِ حجاب کے عقلی محرکات:

حجاب کے عقلی دلائل بیان کرتے ہوئے، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف "اسلامی زندگی" میں عقلِ سلیم کے عین مطابق پانچ ایسے دلنشین دلائل تحریر فرمائے ہیں جو سیدھے دل میں اتر جاتے ہیں۔ آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کی علمی بصیرت کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے فلسفیانہ پیچیدگیوں سے ہٹ کر، روزمرہ کی سادہ مادی مثالوں کے ذریعے پردے کی ناگزیریت کو ثابت کیا ہے۔

حکیم الاُمت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ نے اپنی کتاب اسلامی زندگی میں پانچ دلائل بیان فرمائے ہیں:

1. عورت گھر کی دولت ہے اور دولت کو چھپا کر گھر میں رکھا جاتا ہے، ہر ایک کو دکھانے سے خطرہ ہے کہ کوئی چوری کرلے۔ اسی طرح عورت کو چھپانا اور غیروں کو نہ دکھانا ضروری ہے۔
2. عورت گھر میں ایسی ہے جیسے چَمَن میں پھول اور پھول چَمَن میں ہی ہَرا بھرا رہتا ہے، اگر توڑ کر باہر لایا گیا تو مُرجھا جائے گا۔ اسی طرح عورت کا چَمَن اس کا گھر اور اسکے بال بچے ہیں، اس کو بلاوجہ باہر نہ لاؤ ورنہ مُرجھا جائے گی۔ عورت کا دِل نہایت نازُک ہے، بہت جلد ہر طرح کا اثر قبول کرلیتا ہے، اس لیے اس کو کچی شیشیاں فرمایا گیا۔

3. ہمارے یہاں بھی عورت کو صنف نازُک کہتے ہیں اور نازُک چیزوں کو پتھروں سے دُور رکھتے ہیں کہ ٹوٹ نہ جائیں۔ غیروں کی نگاہیں اس کے لیے مضبوط پتھر ہیں، اس لیے اس کو غیروں سے بچاؤ۔
4. عورت اپنے شوہر اور اپنے باپ دادا بلکہ سارے خاندان کی عزّت اور آبرو ہے اور اس کی مِثال سفید کپڑے کی سی ہے، سفید کپڑے پر معمولی سا داغ دھبہ دور سے چمکتا ہے اور غیروں کی نگاہیں اس کے لیے ایک بدنُما داغ ہیں، اس لیے اس کو ان دھبوں سے دُور رکھو۔
5. عورت کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ اس کی نِگاہ اپنے شوہر کے سِوا کسی پر نہ ہو، اس لیے قرآنِ کریم نے حوروں کی تعریف میں فرمایا: ﴿قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ﴾[32]

ترجمہ: "وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں۔"

اگر اس کی نگاہ میں چند مرد آ گئے تو یوں سمجھو کہ عورت اپنے جوہر کھو چکی، پھر اس کا دِل اپنے گھر بار میں نہ لگے گا جس سے یہ گھر آخر تباہ ہو جائے گا۔[33]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ نے انسانی فطرت کے ایک اہم پہلو کی نشاندہی کی ہے کہ نظر کا اثر صرف جسم تک محدود نہیں رہتا بلکہ یہ عشق اور دیوانگی تک لے جاتا ہے۔ آپ رحمۃُ اللہِ علیہ یہ واضح کر رہے ہیں کہ اسلام کی حکمت یہ ہے کہ برائی کو جڑ سے کاٹا جائے۔ جب نگاہوں کا آزادانہ تصادم نہیں ہو گا، تو وہ ہیجان پیدا نہیں ہو گا جو انسان کو اخلاقی حدود توڑنے پر مجبور کرتا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں فرماتے ہیں:

اعلم انه لما كان الرجال يهيجهم النظر الى النساء على عشقهن والتوله بهن، ويفعل بالنساء مثل ذلك، وكان كثيرا ما يكون ذلك سببا لان يبتغى قضاء الشهوة منهن على غير السنة الراشدة، كاتباع من هى فى عصمة غيره، او بلا نكاح، او غير اعتبار كفاءة، والذى شوهد من هذا الباب يغنى عما سطر فى الدفاتر، اقتضت الحكمة ان يسد هذا الباب۔ ولما كانت الحاجات متنازعة محوجة الى المخالطة: وجب ان يجعل ذلك على مراتب بحسب الحاجات۔[34]

ترجمہ: "جان لیجئے کہ عورتوں کی طرف دیکھنا مَردوں کو ان کے عشق میں مبتلا کرتا ہے اور مَرد ان کے عشق میں دیوانہ ہو جاتا ہے، اور عورتوں کے ساتھ بھی ایسا معاملہ ہی ہوتا ہے، اور اکثر یہ ہی چیز اس بات کا سبب بنتی ہے کہ مَرد سیدھے طریقے سے ہٹ کر عورتوں سے اپنی شہوت پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے، جیسے

---

32 سورۃ الرحمٰن 56:55۔

33 نعیمی، احمد یار خان، اسلامی زندگی، کراچی، مکتبۃ المدینہ، 1431ھ، ص 106، 107۔

34 دہلوی، احمد بن عبد الرحیم، حجۃ اللہ البالغہ، دمشق، دار ابن کثیر، 1433ھ، ج 2، ص 391، 392۔

اُس عورت کے پیچھے پڑنا جو کسی دوسرے کی بیوی ہو، یا نکاح کے بغیر (تعلق قائم کرنا)، یا کفو یعنی برابری (سماجی و خاندانی ہم آہنگی) کا خیال نہ کرنا، اس باب میں جو بھی مشاہدہ ہوا ہے وہ ان باتوں سے کہیں زیادہ ہے جو کتابوں میں لکھی گئی ہیں، حکمت کا یہ ہی تقاضا تھا کہ اِس دروازے کو بند کیا جائے۔ اور جب انسانی ضروریات ایسی ہیں کہ ان پر لوگ باہم جھگڑتے ہیں اور وہ ضروریات باہمی میل جول پر مجبور کرتی ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ (میل جول) کو ضروریات کے اعتبار سے مختلف درجوں میں تقسیم کیا جائے۔"

آپ کا یہ جملہ کہ جو مشاہدہ ہوا ہے وہ کتابوں میں لکھی باتوں سے کہیں زیادہ ہے، نہایت اہم ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بے پردگی کے نقصانات صرف نظریاتی نہیں بلکہ عملی اور تجرباتی ہیں۔ آج کے دور میں سوشل میڈیا اور مغربی معاشرت کے جو اثرات ہم دیکھ رہے ہیں، وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کی زندہ جاوید تصدیق ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس فکر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حجاب عورت پر کوئی پابندی نہیں، بلکہ ایک ایسا حکیمانہ انتظام ہے جو مرد اور عورت کے درمیان مقدس فاصلہ (Sacred Distance) قائم رکھتا ہے تاکہ انسانی معاشرہ شہوت پرستی کے بجائے سکون اور وقار کا گہوارہ بنا رہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین بھی اسی حکمت پر شاہد ہیں:

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ۔))[35]

ترجمہ: "عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ (اپنے گھر سے باہر) نکلتی ہے تو شیطان اسے نگاہ اٹھا کر دیکھتا ہے۔"

اجنبی مَرد و عورت کے تنہائی اختیار کرنے میں ان کے بے حیائی میں پڑنے کا خطرہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیا کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ۔))[36]

ترجمہ: "مَرد جب عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرتا ہے تو ان میں (یعنی ان کے ساتھ) تیسرا شیطان ہوتا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان برائی کے راستوں کو بند کرنے کے اصول پر مبنی ہے، جو گناہ کے وقوع سے پہلے ہی ان حالات اور ماحول کے خاتمے کا حکم دیتا ہے جو انسانی جبلت کو بے راہ روی کی طرف مائل کر سکتے ہیں۔

علمی و فقہی تناظر میں یہ ضابطہ محض انفرادی تقویٰ تک محدود نہیں، بلکہ ایک پاکیزہ معاشرتی پروٹوکول فراہم کرتا ہے جو مرد اور عورت دونوں کو تہمت کے مقامات سے بچا کر ان کے سماجی وقار کی حفاظت کرتا ہے۔

---

35 ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورہ، سنن الترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی کراہیۃ الدخول علی المغیبات، رقم الحدیث: 1173۔

36 ایضا، رقم الحدیث: 1171۔

اگر مرد وعورت حیا کا دامن چھوڑ دیں گے اور مخلوط ماحول ہو گا تو شیطان کے وار سے بچنا مشکل ہو جائے گا کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے فرمان کے مطابق شیطان تو انسانی جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ۔ قُلْنَا: وَمِنْكَ؟ قَالَ: وَمِنِّي، وَلَكِنَّ اللهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمُ۔))[37]

ترجمہ: "تم ان عورتوں کے پاس نہ جایا کرو جن کے شوہر گھر سے باہر ہوں کیونکہ شیطان تم میں سے ہر ایک میں خون کی طرح گردش کرتا ہے حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کی: کیا آپ میں بھی؟ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ میں بھی، لیکن اللہ پاک نے اس کے مقابلے میں میری مدد فرمائی، پس میں (اس کے شر سے) محفوظ رہتا ہوں۔"

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ۔ قَالُوا: وَإِيَّاكَ؟ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! قَالَ: وَإِيَّايَ، إِلَّا أَنَّ اللهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ، فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ۔))[38]

ترجمہ: "تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان اور ایک فرشتہ مسلط کر دیا گیا ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، آپ کے ساتھ بھی؟ ارشاد فرمایا: میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ پاک نے اس شیطان کے مقابلے میں میری مدد فرمائی اور وہ مسلمان ہو گیا، اب وہ مجھے اچھی بات کے علاوہ کوئی بات نہیں کہتا۔"

یہ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جب انسان کے اندرونی دشمن (شیطان) کا حملہ اتنا شدید ہے، تو بیرونی طور پر حجاب اور پردے کی احتیاط کس قدر ناگزیر ہو جاتی ہے۔

خواتین کی سماجی و معاشی ضروریات اور گھر سے باہر کی سرگرمیوں کا شرعی دائرہ کار:

شرعی حدود کی پاسداری کے ساتھ عورتوں کا ضرورت کے تحت گھروں سے نکلنا جائز ہے۔ بخاری شریف کی روایت میں اس بات کی بڑی واضح تفہیم ملتی ہے۔

---

37 ایضا، رقم الحدیث: 1172۔

38 قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار، باب تحریش الشیطان، رقم الحدیث: 2814۔

بخاری شریف کی روایت ہے:

((خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَما ضُرِبَ الْحِجابُ لِحاجَتِها، وَكانَتِ امْرَأَةً جَسِيمَةً، لا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَّعْرِفُها، فَرَآها عُمَرُ بْنُ الْخَطّابِ، فَقالَ: يا سَوْدَةُ، أَما وَاللهِ ما تَخْفَيْنَ عَلَيْنا، فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ۔ قالَتْ: فَانْكَفَأَتْ راجِعَةً، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي، وَإِنَّهُ لَيَتَعَشّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ، فَدَخَلَتْ، فَقالَتْ: يا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حاجَتِي، فَقالَ لِي عُمَرُ كَذا وَكَذا۔ قالَتْ: فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ، ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ، وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ ما وَضَعَهُ، فَقالَ: إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحاجَتِكُنَّ))[39]

ترجمہ: ”حضرت سیدتنا سودہ رضی اللہ عنہا پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد اپنی ضرورت کے لیے باہر نکلیں، آپ بھاری جسم والی تھیں، جو پہچاننے والوں سے چھپی نہیں رہتی تھیں، پس حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھ لیا تو کہا: اے سودہ رضی اللہ عنہا! اللہ کی قسم آپ ہم سے چھپ نہیں سکتیں (یعنی ہم نے آپ کو پہچان لیا ہے)، دیکھ لو آپ کیسے نکلتی ہو۔ حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت سیدتنا سودہ رضی اللہ عنہا واپس لوٹ آئیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میرے گھر تشریف فرما تھے، اور شام کا کھانا تناول فرما رہے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ہاتھ میں گوشت والی ہڈی تھی، حضرت سیدتنا سودہ رضی اللہ عنہا داخل ہوئیں، اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں کسی ضرورت کے لیے باہر نکلی تھی، حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ یہ باتیں کہیں۔ حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پس اللہ پاک نے نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرف وحی فرمائی، پھر جب وحی کی کیفیت ختم ہوئی گوشت والی ہڈی ابھی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ہاتھ ہی میں تھی آپ نے اسے رکھا نہ تھا (یعنی اتنی جلدی جواب ملا)، پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: تم سب عورتوں کو اجازت دے دی گئی ہے کہ تم اپنی ضرورتوں کے لیے باہر نکل سکتی ہو۔“

معلوم ہوا عورتوں کے لیے اپنی ضروریات کے لیے گھروں سے نکلنا جائز ہے۔ بخاری شریف کی یہ روایت اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ ضرورت کی تعریف میں وہ تمام امور شامل ہیں جو ایک عورت کی انفرادی یا سماجی زندگی کے لیے اہم ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا یہ فرمانا کہ تمہیں اپنی ضرورتوں کے لیے نکلنے کی اجازت دے دی گئی ہے، دراصل عورت کے سماجی وجود کو تسلیم کرنا ہے۔

عورت کو ضرورت کے مطابق دینی اور دنیوی تعلیم حاصل کرنا جائز ہے۔ لہٰذا اگر کوئی عورت دنیوی اعلیٰ تعلیم یا میڈیکل وغیرہ کی تعلیم اس غرض سے حاصل کرتی ہیں کہ ان علوم کو حاصل کرکے مسلمان عورتوں کی خدمت کرے گی، تو ان

---

39 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورۃ الاحزاب، رقم الحدیث: 4795۔

علوم کو حاصل کرنے میں بذاتہ کوئی حرمت و کراہیت نہیں، البتہ حدودِ شرع کی پابندی ضروری ہے، ان علوم کی تحصیل اور بعد میں اس کے استعمال میں مکمل پردے اور احکام شریعت کی رعایت ضروری ہے۔

اگر مسلم خواتین ڈاکٹرز، نرسز اور لیڈی ہیلتھ ورکرز نہیں ہوں گی، تو مسلم خواتین کو مجبوری میں نامحرم مَردوں سے رجوع کرنا پڑے گا، جو کہ شرعی طور پر ناپسندیدہ ہے۔ لہٰذا، خواتین کا طب اور تعلیم کے شعبوں میں آنا دراصل پردے کے نظام کو مزید مضبوط کرنے کا ذریعہ ہے، تاکہ عورتوں کا پالا عورتوں سے ہی پڑے۔

اسلام عورتوں کی تعلیم کی مخالفت نہیں کرتا، ان کو تعلیم دی جائے، لیکن تعلیم وہ ہے جو ان کی فطرت، لیاقت، ان کی قوت و فکر کی مناسب ہو، اور ان کی عفت کی حفاظت میں معاون ہو، ایسی تعلیم نہ ہو جو عورت کو اس کے فطری فرائض (امورِ خانہ داری اور نسلِ انسانی کی پرورش) سے ہی متنفر کردے، مرد و عورت کے فرق کو ہی مٹادے، اور معاشرے میں فتنے کا باعث ہو۔

عورت کے پڑھانے اور ڈاکٹری کے پیشے میں بھی اس بات کا اہتمام بہت زیادہ ضروری ہے کہ مکمل شریعت کی پاسداری ہو، پردے کا مکمل اہتمام ہو، مخلوط اور غیر شرعی ماحول نہ ہو۔

مخلوط معاشرت میں پردہ ایک ایسی ڈھال ہے جو مَردوں کی توجہ عورت کے جسم کے بجائے اس کی شخصیت اور کام کی طرف مبذول کرواتی ہے۔ تعلیمی اداروں اور دفاتر میں حجاب اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ عورت کو اس کی صنف (Gender) کی بنیاد پر نہیں بلکہ اس کی پیشہ ورانہ مہارت (Professional Skills) کی بنیاد پر پرکھا جائے۔

خلاصۃ البحث / نتائج البحث

- حجاب محض ایک ظاہری لباس کا نام نہیں، بلکہ یہ نگاہوں کی حفاظت، عفتِ کردار اور باطنی پاکیزگی کا ایک جامع شرعی نظام ہے۔
- 4ہجری ماہِ ذوالقعدہ میں پردے کا حکم وحیِ الٰہی کے ذریعے نازل ہوا۔
- حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کا طرزِ عمل حجاب کی اعلیٰ ترین مثال ہے، جنہوں نے نہ صرف زندگی میں بلکہ بعد از وفات اپنے جنازے کے لیے بھی ستر و حجاب کی وصیت فرمائی۔
- موجودہ دور کے بڑھتے ہوئے اخلاقی بگاڑ کے پیشِ نظر فقہاء کی تحقیق کے مطابق فتنے سے بچنے کے لیے چہرے کا پردہ واجبات میں شامل ہے۔
- عورت کے لیے جن اعضاء کا نامحرم کے سامنے ظاہر کرنا منع ہے، اس ممانعت میں کسی کا استثناء نہیں۔ خواہ کوئی پیر ہو، عالم ہو یا عام مرد۔
- اسلام عورتوں کو شرعی حدود کے دائرے میں رہتے ہوئے تعلیم اور ناگزیر سماجی و معاشی سرگرمیوں مثلاً طب و تدریس کی اجازت دیتا ہے۔

مصادر و مراجع

❖ القرآن الکریم۔

❖ ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد، المصنف فی الاحادیث والآثار، ریاض، دار کنوز اشبیلیا، 1436ھ۔

❖ ابن جوزی، عبد الرحمن بن علی، صفوۃ الصفوۃ، قاہرہ، دار الحدیث، 1421ھ۔

❖ ابن حنبل، احمد بن محمد، مسند امام احمد، قاہرہ، دار الحدیث، 1416ھ۔

❖ ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع، الطبقات الکبری، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1410ھ۔

❖ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دمشق، دار ابن کثیر، دار الیمامہ، 1414ھ۔

❖ بریلوی، امام احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، لاہور، رضا فاؤنڈیشن، 1423ھ۔

❖ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی، شعب الایمان، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1421ھ۔

❖ ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورہ، سنن الترمذی، بیروت، دار الغرب الاسلامی، 1996ء۔

❖ جرجانی، علی بن محمد بن علی، کتاب التعریفات، دار الریان للتراث، س،ن۔

❖ جزری، علی بن محمد، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1417ھ۔

❖ دہلوی، احمد بن عبد الرحیم، حجۃ اللہ البالغہ، دمشق، دار ابن کثیر، 1433ھ۔

❖ سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، بیروت، المکتبۃ العصریہ، 1431ھ۔

❖ سندھی حنفی، محمد ہاشم بن عبد الغفور، بذل القوۃ، عمان، دار الفتح، 1437ھ۔

❖ شامی، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، ریاض، دار عالم الکتب، 1423ھ۔

❖ عبد اللہ بن عباس، تفسیر ابن عباس، بیروت، مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، 1411ھ۔

❖ عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری، مصر، المکتبۃ السلفیہ، 1380ھ۔

❖ قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، ترکی، دار الطباعۃ العامرہ، 1334ھ۔

❖ مفتی، نعیم الدین، تفسیر خزائن العرفان، کراچی، مکتبۃ المدینہ، 1434ھ۔

❖ نسفی، عبد اللہ بن احمد، مدارک التنزیل وحقائق التاویل، بیروت، دار الکلم الطیب، 1419ھ۔

❖ نعیمی، احمد یار خان، اسلامی زندگی، کراچی، مکتبۃ المدینہ، 1431ھ۔